

IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN

(Original Jurisdiction)

Present:

Mr. Justice Jawwad S. Khawaja

Mr. Justice Gulzar Ahmed

CIVIL MISC. APPLICATION NO.2774 OF 2014

[For revival of Constitution Petition]

IN

CONSTITUTION PETITION NO.51 OF 2010

For Applicant/Petitioner(s) : Mr. Muhammad Akram Sheikh, Sr. ASC
Assisted by Mr. Faraz Raza, Advocate.

Voluntary Appeared : Mr. Mubashar Luqman, Anchor ARY

On Court's Call : Mr. Salman Aslam Butt, A.G.P.
Kh. Ahmed Hosain, D.A.G.
Hafiz S.A.Rehman, Sr. ASC.
Mr. Aftab Sultan, D.G, I.B.
Mr. Shahid Khan, Secy., M/o Interior.

For the PEMRA : Raja Muhammad Ibrahim Satti, Sr. ASC
Mr. M.S. Khattak, AOR.
Mr. Zahid Malik, Legal Head.

Other Respondents : N.R.

Date of Hearing : 26.05.2014

ORDER

GULZAR AHMED, J.— While arguing this matter, Mr. Muhammad Akram Sheikh, learned Sr. ASC for the applicant has contended that the applicant has earlier filed Constitution Petition No.51 of 2010 in which the issue, inter alia, was with regard to shifting of channels by the Cable Operators. He has referred to the order dated 04.10.2010, wherein Raja Muhammad Ibrahim Satti, Sr. ASC, appearing for the PEMRA during his submissions had requested the Court for appointment of a Mediator *‘to supervise that the smooth running of both channels is not obstructed in any manner’*. It may be noted that the two channels before the Court were ARY Digital and Geo News. On 11.11.2010, Raja Muhammad Ibrahim Satti, Sr. ASC, again requested for appointment of an independent person. With consent of the learned senior counsel for the petitioner, Mr. Javed Jabbar, ex-Senator, was appointed as a

Mediator. Mr. Javed Jabbar, submitted his report on 08.12.2010 upon which on 13.08.2012, the Court passed the following order:-

“Raja Muhammad Ibrahim Satti, Sr. ASC, states that the grievance of the petitioners have been redressed in pursuance of the report of Mr. Javed Jabbar, Mediator appointed by this Court. According to him at present there is no live issue requiring adjudication by this Court. Mr. Muhammad Akram Sheikh, Sr. ASC, in Constitution Petitions No.46, 47 and 51 of 2010, is on general adjournment. However, believing the statement of the learned counsel appearing for the PEMRA, we tend to agree with him and dispose of these Petitions with the observation that if need be, the learned counsel for the petitioners in Constitution Petitions No.46, 47 and 51 of 2010 may approach this Court for the revival of the same”.

2. The grievance of the applicant, as raised by its senior counsel, was that the PEMRA was not abiding by the report of Mediator and the subsequent orders passed by this Court on it. Raja Muhammad Ibrahim Satti, learned Sr. ASC for PEMRA was present in the Court as a Caveator along with Mr. Zahid Malik, Head of Legal Department, PEMRA, and on instructions from Mr. Zahid Malik, Raja Muhammad Ibrahim Satti, learned Sr. ASC stated that the PEMRA shall abide by the terms of order dated 13.08.2012 passed in Constitution Petition No.51 of 2010, by which the report of Mr. Javed Jabbar, the Mediator, was made part of the said order and that the PEMRA will ensure that there is no shifting of the channels contrary to or in violation of the order dated 13.08.2012.

3. On such statement of Raja Muhammad Ibrahim Satti, learned Sr. ASC for the PEMRA, Mr. Muhammad Akram Sheikh, learned Sr. ASC for the applicant stated that he is satisfied with such statement and the application in such terms may be disposed of.

4. The Civil Miscellaneous Application No.2774 of 2014, in the above terms, stands disposed of.

5. This Order, however, shall not preclude PEMRA from exercising its regulatory authority in accordance with law.

جواد الیس خواجہ، جج

مندرجہ بالا متفرق درخواست اوپر دیئے گئے انگریزی حکم کے تحت نمٹا دی گئی ہے۔ تاہم یہ معاملہ کہ ہم دونوں میں سے ایک (جسٹس جواد الیس خواجہ) متذکرہ بالا کیس کو نہ سُنے اور عدلیہ کے خلاف دار الخلافہ میں آویزاں بینرز اور پوسٹرز کے حوالے سے اس معاملے کا حکم اُردو میں جاری کیا جاتا ہے۔

ہمیں خوش قسمتی سے یہ فیصلہ قومی زبان میں صادر کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ باوجود اس امر کے کہ انگریز یہاں سے 67 سال پہلے واپس اپنے ملک چلا گیا لیکن انگریزی زبان کو ہمارے پاس چھوڑ گیا اور ہم نے بھی انگریزی زبان کو آج تک گلے سے لگا رکھا ہے باوجود اس کے کہ ہمیں اس زبان کا ادراک کم ہے۔

آئین کی شق نمبر 251 اور شق 28 اس امر کا تقاضا کرتی ہیں، کہ ہم عوام الناس کی فلاح اور اہمیت کے فیصلے جو ان کے بنیادی حقوق کے متعلق ہیں، سلیس اور عام فہم زبان میں کریں۔ ہم نے متفرق درخواستیں نمبران 330, 3471, 3594/13 در آئینی درخواست نمبر 105/12 میں اردو زبان کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اس فیصلے کے چند اقتباسات ذیل میں درج ہیں۔

”یہ نوٹ آئین کے آرٹیکل 251 اور 28 کی رو سے اردو میں بھی تحریر کیا

جا رہا ہے۔ اس سے پہلے ”منیر حسین بھٹی بنام وفاقِ پاکستان“ (PLD

(407 SC 2011 اور ”محمد یسین بنام وفاقِ پاکستان“

(PLD 2012 SC 132) میں بھی ہم ان آئینی مندرجات کی اہمیت کی

طرف توجہ دلا چکے ہیں اور سرکاری امور میں قومی زبان کے نفاذ کی

اہمیت اجاگر کر چکے ہیں۔ عدالتی کارروائی کی سماعت میں اکثر یہ

احساس شدت سے ہوتا ہے کہ کئی دہائیوں کی محنتِ شاقہ اور کئی بے

نوائسلوں کی کاوشوں کے باوجود آج بھی انگریزی ہمارے ہاں بہت ہی

کم لوگوں کی زبان ہے۔ اور اکثر فاضل و کلاء اور جج صاحبان بھی اس

میں اتنی مہارت نہیں رکھتے جتنی کہ درکار ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آئین

اور قانون کے نسبتاً سادہ نکتے بھی انتہائی پیچیدہ اور ناقابلِ فہم معلوم

ہوتے ہیں۔ یہ فنی پیچیدگی تو اپنی جگہ مگر آرٹیکل 251 کے عدم نفاذ

کا ایک پہلو اس سے بھی کہیں زیادہ تشویشناک ہے۔ ہمارا آئین

پاکستان کے عوام کی اس خواہش کا عکاس ہے کہ وہ خود پر لاگو قانونی

ضوابط اور اپنے آئینی حقوق کی بابت صادر کئے گئے فیصلوں کو براہ

راست سمجھنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ حکمران جب اُن سے

مخاطب ہوں تو ایک پرائی زبان میں نہیں، بلکہ قومی یا صوبائی زبان میں

گفتگو کریں۔ یہ نہ صرف عزتِ نفس کا تقاضا ہے بلکہ ان کے بنیادی حقوق میں شامل ہے اور دستور کا بھی تقاضا ہے۔ ایک غیر ملکی زبان میں لوگوں پر حکم صادر کرنا محض اتفاق نہیں۔ یہ سامراجیت کا ایک پرانا اور آزمودہ نسخہ ہے۔

2- تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یورپ میں ایک عرصہ تک کلیسائی عدالتوں کا راج رہا جہاں شرع و قانون کا بیان صرف لاطینی زبان میں ہوتا تھا، جو راہبوں اور شہزادوں کے سواء کسی کی زبان نہ تھی۔ یہاں برصغیر پاک و ہند میں آریائی عہد میں حکمران طبقے نے قانون کو سنسکرت کے حصار میں محدود کر دیا تاکہ برہمنوں، شاستریوں اور پنڈتوں کے سواء کسی کے پلے کچھ نہ پڑے۔ بعد میں درباری اور عدالتی زبان ایک عرصہ تک فارسی رہی جو بادشاہوں، قاضیوں اور رئیسوں کی تو زبان تھی لیکن عوام کی زبان نہ تھی۔ انگریزوں کے غلبے کے بعد لارڈ مکائولے کی تہذیب دشمن سوچ کے زیرِ سایہ ہماری مقامی اور قومی زبانوں کی تحقیر کا ایک نیا باب شروع ہوا جو بدقسمتی سے آج تک جاری

ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں ایک طبقاتی تفریق نے جنم لیا ہے جس نے ایک قلیل لیکن قوی اور غالب اقلیت (جو انگریزی جانتی ہے اور عنانِ حکومت سنبھالے ہے) اور عوام الناس جو انگریزی سے آشنا نہیں، کے درمیان ایک ایسی خلیج پیدا کر دی ہے جو کسی بھی طور قومی یکجہتی کے لئے کارگر نہیں۔ آئین پاکستان البتہ ہمارے عوام کے سیاسی اور تہذیبی شعور کا منہ بولتا ثبوت ہے، جنہوں نے آرٹیکل 251 اور آرٹیکل 28 میں محکومانہ سوچ کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ اور حکمرانوں کو بھی تحکمانہ رسم و رواج ترک کرنے اور سنتِ خادمانہ اپنانے کا عندیہ دیا ہے۔ آئین کی تشریح سے متعلق فیصلے اُردو میں سُنانا یا کم از کم ان کے تراجم اردو میں کرنا اسی سلسلے کی ایک چھوٹی سی کڑی ہے۔ عدالتِ عظمیٰ نے اسی کڑی کو آگے بڑھانے میں ایک شعبہ تراجم بھی قائم کیا ہے جو عدالتی فیصلوں کو عام فہم زبان میں منتقل کرتا ہے۔ اس مختصر تمہید کے بعد زیرِ نظر مقدمے کی طرف آتے ہیں۔“

ہمیں اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ انگریزی ہمارے عوام الناس یعنی قوم کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ یہ قدرتی

امر بھی ہے کیونکہ یہ زبان ہماری نہیں ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ بہت سے انگریزی زبان پر عبور رکھنے والے لوگ اس زبان کو پسند کرتے ہیں اور اپنے لئے اس کی سوجھ بوجھ اور فہم کو باعثِ افتخار سمجھتے ہیں تاہم ان کو بھی انگریزی زبان پر وہ مطلوبہ دسترس اور مہارت نہیں جتنی ہونی چاہیے۔ خاص طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ چونکہ آئین اور بیشتر قوانین انگریزی زبان میں تحریر ہیں، چند نام نہاد ماہرین اور پنڈت آئینی اور قانونی شقات کا مکمل طور پر ادراک نہیں کر سکتے، نتیجتاً عوام الناس تک ان کے حقوق کے بارے میں صحیح معلومات نہیں پہنچ پاتیں۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی میں اس مقدمہ کی سماعت کے دوران جمعرات کے روز دیا جانے والا ہمارا حکم تھا۔ مورخہ 22 مئی 2014 کے اُس حکم سے یہ موجودہ حکم نامہ بھی پیوستہ ہے۔ ایک آئینی اور قانونی امر جس کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ کہ ایک جج پر اس صورت میں کیا لازم ہے جب فریقین مقدمہ کے ذہنوں میں اس بابت عذر ہو کہ کوئی فریق جج کی نظر میں قریبی عزیز تصور ہوتا ہے یا وہ جج اس شخص کو اپنے قریبی عزیز کی طرح ملتا اور سمجھتا ہے۔ یہاں پر اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان کے لئے ایک ضابطہ اخلاق دیا گیا ہے اور اس ضابطہ اخلاق میں شق نمبر 4 میں تحریر ہے کہ کوئی بھی جج جو کسی فریق مقدمہ کو اپنا قریبی رشتہ دار تصور کرتا ہے اور اس کے ساتھ مراسم بھی قریبی عزیز کے طور پر استوار رکھتا ہے تو پھر لازم ہے کہ وہ جج اُس مقدمے سے الگ ہو جائے۔ لیکن اگر اس کے برعکس یہ تصور نہیں کرتا تو پھر جج کے حلف کے مطابق لازم ہے کہ وہ مقدمہ کی سماعت کرے اور انصاف کے ساتھ فیصلہ دے۔ بات قانون اور ضابطہ اخلاق کی ہے جس میں اہمیت اس امر کی ہے کہ جج کی سوچ اور تصور میں کوئی شخص اس کا قریبی رشتہ دار ہے یا نہیں۔

یہ شق اس مقدمے میں اہمیت کی حامل ہے کیونکہ جب یہ مقدمہ 22 مئی 2014ء کو سنا گیا تو بیچ نے خود اس بات

کا نوٹس لیا کہ کسی ٹی وی چینل پر ہم میں سے ایک (جواد ایس خواجہ) پر عذر کیا گیا ہے کہ ایک فریق مقدمہ اُن کا رشتہ دار ہے۔

حکم مورخہ 22 مئی 2014ء میں عذر اور اس پر حکم کی تفصیل تحریر ہے۔ سپریم کورٹ شعبہ تراجم آج ہی اُس حکم نامے کا ترجمہ

کر کے فریقین اور سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر آویزاں کر دے گا۔ لہذا اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ پاکستان

کے قانون میں یہ بات مسلمہ ہے اور یہ صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ تمام کامن لاء ممالک میں تسلیم شدہ ہے کہ جج مقدمے

سے علیحدگی صرف اس صورت میں کرنے کا پابند ہے جب وہ خود تصور کرے کہ فریق مقدمہ یا تو اس کا قریبی رشتہ دار ہے یا وہ

اس کے ساتھ ایسے تعلقات رکھتا ہے جو قریبی رشتہ دار کے ساتھ ہوتے ہیں۔ 22 مئی 2014ء کے حکم میں وضاحت کردی

گئی تھی کہ گو میرٹھیل الرحمن ایک جج (جواد ایس خواجہ) کی بھانجی ہیں وہ جج یعنی (جواد ایس خواجہ) قریبی دو

دہائیوں سے کبھی ان سے نہیں ملے اور نہ ہی اُن کا آپس میں آنا جانا ہے۔ بلکہ نہ تو جج آج تک کبھی میرٹھیل الرحمن کے گھر گیا

ہے اور نہ ہی میرٹھیل الرحمن آج تک جج کے گھر آئے ہیں۔ یہ بات آئین اور قانون کے مطابق واضح کرنا ضروری ہے کہ

اس بنا پر میں یعنی (جسٹس جواد خواجہ) نے میرٹھیل الرحمن کو نہ کبھی قریبی رشتہ دار تصور کیا ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ کبھی ایسے

مراسم رکھے ہیں بلکہ بیس سال سے تو سرے سے دونوں میں رابطہ ہی نہیں۔ یہ اتفاق ہے کہ اُسی دن یعنی 22 مئی 2014ء کو

ایک مقدمہ نمبر C.P. 714/2014 اس عدالت میں ہی زیرِ سماعت آیا۔ جس میں ایک فریق مقدمہ جسے میں (جواد

ایس خواجہ) اپنا قریبی رشتہ دار تصور کرتا ہے اور اُن کے ساتھ مراسم اور روابط بھی قریبی رشتہ دار کے ہی ہیں۔ لہذا باوجود

مخالف فریق کے اس اصرار پر کہ مقدمہ پھر بھی یہی بیچ سُنے، اور انہیں بیچ پر مکمل اعتماد بھی ہے، ضابطہ اخلاق کی روح سے وہ

مقدمہ اس بیچ میں سُنا جانا خلاف ضابطہ ہوتا، لہذا باوجود اعتماد فریق ثانی اور ان کے وکیل کے اس اصرار پر کہ مقدمہ یہی بیچ

سُنے، میں (جواد ایس خواجہ) مقدمہ سے الگ ہو گیا۔

یہ تفریق جو کہ پہلے سے مسلمہ ہے اس کا اعادہ کرنا اس مقدمے میں بھی ضروری ہے۔

ہم یہاں پر یہ بھی وضاحت کر دیں کہ عدالتوں کا اور ابلاغ عامہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ سلیبس اُردو میں اور مقامی

زبانوں میں عدالتی فیصلوں کو عوام الناس تک پہنچائیں اور ایسا کرتے ہوئے آئین کی شق نمبر 251 اور 28 کی روح کی

پاسداری کریں۔

ہم نے آج سینئر وکیل سپریم کورٹ، حافظ ایس اے رحمان صاحب سے درخواست کی جو کمرۂ عدالت میں موجود

تھے کہ ہمیں کلام پاک میں سے بھی ان چند آیات کے حوالے دیں جن میں اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ رشتہ داروں کا

مقدمہ سُننا قاضی پر مانع نہ ہے۔ اُنہوں نے آیات اور اُن کا ترجمہ پڑھ کر سُنایا جو درج ذیل ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ

وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ إِنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوْا

أَوْ تُعْرَضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا. (سورة النساء، آیت نمبر ۱۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لئے سچی گواہی دو

خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔

اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے۔ تو تم خواہش نفس

کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچ دار شہادت دو گے یا

(شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو) اللہ تمہارے سب کاموں سے

واقف ہے (۱۳۵)۔

لہذا یہ بات واضح ہے کہ کلام پاک اور شرح کی روح سے توجہ پر قطعاً ممانعت نہیں ہے لیکن کیونکہ اعلیٰ عدلیہ کے

ججوں کے حلف میں ضابطہ اخلاق کی پابندی لازم ہے، لہذا شق نمبر 4 کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جج یہ فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں

کہ وہ کس فریق مقدمہ کو اپنا قریبی رشتہ دار تصور کرتے ہیں اور اس سے روابط اور مراسم بھی قریبی رشتہ دار کے ہی استوار رکھتے

ہیں۔ جب ایک جج اس نتیجے پر پہنچ جائے کہ وہ مراسم اور روابط اس نوعیت کے نہیں ہیں کہ وہ فریق مقدمہ جج کی نظر میں قریبی

رشتہ دار ہے تو پھر اس جج پر اپنے حلف کی بنا پر یہ لازم ہے کہ وہ مقدمے کو سنے اور آئین اور قانون کے مطابق فیصلہ دے۔

آج مقدمے کی سماعت سے قبل یہ بات عدالت کے علم میں آئی جس کا تذکرہ حاجی توفیق آصف صاحب، ایڈووکیٹ سپریم

کورٹ نے 23 مئی 2014 بروز جمعہ کیا تھا کہ دارالخلافت اسلام آباد کی مختلف شاہراؤں، کھمبوں اور سوشل میڈیا پر بینرز اور

پوسٹرز آویزاں ہیں، جس میں یہ بات بڑھا چڑھا کر لکھی گئی ہے۔

”میر شکیل الرحمن کی بہن، جسٹس جواد خواجہ کی بھابی،

بھابی مدعی، دیور جج، فیصلہ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں، منجانب:

فرزندِ اسلام“

یہ فرزندِ اسلام کون ہیں جنہوں نے مندرجہ بالا قرآنی آیت یا تو پڑھی نہیں یا اس پر اُن کا ایمان نہیں۔ بحرِ حال اس

نوعیت کے پوسٹر اور بینرز کسی جج کو دباؤ میں نہیں لاسکتے اور نہ ہی انصاف کی راہ میں جج کو متزلزل کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ مشہور

زمانہ شاعر عرتی نے کہا: ع

عرتی تو مہ اندیش از غوغہ رقیباں

آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدارا

لہذا ہم نے ڈی جی آئی بی اور سیکرٹری داخلہ کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہ یہ فرزندِ اسلام کون ہیں تو دونوں افسران

نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ہماری تو دینی اور اخلاقی اقدار یہ ہیں کہ بات بناوٹی ناموں کے پیچھے چھپ کر نہیں بلکہ کھل کر کی جانی

چاہیے۔ ہم نے یہ بھی پوچھا کہ آیا ان کے علم میں ایسے پوسٹرز اور بینرز ہیں تو انہوں نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا، لہذا

ان کی اپنی درخواست پر 24 گھنٹے دیئے گئے ہیں کہ وہ معلوم کریں یہ پوسٹرز اور بینرز کون اور کب لگا کر گیا اور یہ کیسے ممکن ہے

کہ اس نوعیت کے پوسٹر اور بینر لگائے گئے ہوں اور آج تک لگے رہیں اور حکومتی ادارے سیکرٹری داخلہ اور ڈی جی آئی بی

اس بابت لاعلم ہوں۔ اور اگر وہ اس بات کی تفتیش بھی نہ کر سکیں تو یہ امر تشویش ناک ہے۔ جو آج ریڈ زون اور دار الخلافہ

کے اندر گھس کر بے ضرر پوسٹر اور بینرز لگا سکتے ہیں وہ کل کو کوئی باضرر عمل اور تخریب کاری بھی کر سکتے ہیں جس سے ملک و قوم کی

سلامتی کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ فاضل اٹارنی جنرل صاحب سے ہم نے کہا ہے کہ وہ بھی اس معاملے کی چھان بین کروائیں

اور یہ بات یقینی بنائیں کہ اس طرح کے واقعات آئندہ رونما نہ ہوں کیونکہ اگر گمنام لوگ درالخلائی کی ریڈزون میں متحرک

ہو سکتے ہیں تو ملک کو کس حد تک محفوظ سمجھا جاسکتا ہے۔

رجسٹر اس حکم کی اور 22 مئی 2014 کے حکم کی نقل جناب چیف جسٹس صاحب کے علم میں لائیں تاکہ وہ ان

احکامات کی روشنی میں مناسب حکم فرمائیں۔

اب یہ مقدمہ 28 مئی 2014 کو سیکرٹری داخلہ اور ڈی جی آئی بی کی رپورٹس کے لئے پیش کیا جائے۔

جج

جج

ISLAMABAD

26.05.2014

APPROVED FOR REPORTING

Hashmi